والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

مفتی عارف محمود گلگتی کشمیری
مدیر دار التصنیف مدرسہ فاروقیہ، کشروٹ، گلگت

اللہ رب العزت نے انسانوں کو مختلف رشتوں میں پرو دیا ہے، ان میں کسی کو باپ بنایا ہے تو کسی کو ماں کا درجہ دیا ہے اور کسی کو بیٹا بنایا ہے تو کسی کو بیٹی کی نسبت عطا کی ہے، غرض رشتے بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق مقرر فرمائے ہیں، ان حقوق میں سے ہر ایک کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن والدین کے حق کو اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اپنی بندگی اور اطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رشتوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

والدین سے حسنِ سلوک کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’وَقَضٰی رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوْا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ إِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَإِنَّهٗ كَانَ لِلْأَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔‘‘ [1]

ترجمہ: ’’اور تیرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ، اگر وہ تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، چاہے ان میں ایک پہنچے یا دونوں (اور ان کی کوئی بات تجھے ناگوار گزرے تو) ان سے کبھی ’’ہوں‘‘ بھی مت کرنا اور نہ ان سے جھڑک کر بولنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا: اے ہمارے پروردگار! تو اُن پر رحمت فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (صرف ظاہرداری

نہیں، دل سے اُن کا احترام کرنا) تمہارا رب تمہارے دل کی بات خوب جانتا ہے اور اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں بکثرت معاف کرنے والا ہے۔‘‘

اس آیتِ کریمہ میں اللہ جل جلالہٗ نے سب سے پہلے اپنی بندگی و اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی بندگی ہرگز مت کرنا، اس کے بعد فرمایا کہ: اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اولاد کو یہ سوچنا چاہیے کہ والدین نہ صرف میرے وجود کا سبب ہیں، بلکہ آج میں جو کچھ ہوں‘ انہی کی برکت سے ہوں، والدین ہی ہیں جو اولاد کی خاطر نہ صرف ہر طرح کی تکلیف، دکھ اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اپنا آرام و راحت، اپنی خوشی و خواہش کو بھی اولاد کی خاطر قربان کردیتے ہیں۔

ماں کا مجاہدہ

سب سے زیادہ محنت و مشقت اور تکلیف ماں برداشت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۔‘‘ [2]

ترجمہ: ’’اس ماں نے تکلیف جھیل کر اُسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اُسے جنا۔‘‘

حمل کے نو[۹] ماہ کی تکلیف اور اس سے بڑھ کر وضعِ حمل کی تکلیف، یہ سب ماں برداشت کرتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اب اس کی پرورش کے لیے باپ محنت و مشقت برداشت کرتا ہے، سردی ہو یا گرمی، صحت ہو یا بیماری، وہ اپنی اولاد کی خاطر کسبِ معاش کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان کے لیے کما کر لاتا ہے، ان کے اوپر خرچ کرتا ہے، ماں گھر کے اندر بچے کی پرورش کرتی ہے، اس کو دودھ پلاتی ہے، اس کو گرمی و سردی سے بچانے کی خاطر خود گرمی و سردی برداشت کرتی ہے، بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بے چین ہوجاتے ہیں، ان کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں، اس کے علاج و معالجہ کی خاطر ڈاکٹروں و علاج گاہوں کے چکر لگاتے ہیں۔ غرض والدین اپنی راحت و آرام کو بچوں کی خاطر قربان کرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں ساتھ ساتھ والدین کا بھی شکر گزار رہنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ‘‘ [3]

’’میرا شکر یہ ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر یہ ادا کرو، میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔‘‘

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ میں نے خراسان سے اپنی والدہ کو اپنے کندھے پر اُٹھایا اور بیت اللہ لایا اور اسی طرح کندھے پر اُٹھا کر حج کے مناسک ادا کروائے، کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کردیا؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ’’نہیں، ہرگز نہیں، یہ سب تو ماں کے اس ایک

چکر کے برابر بھی نہیں جو اس نے تجھے پیٹ میں رکھ کر لگایا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے: ’’وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا‘‘ یعنی ان کے ساتھ انتہائی تواضع و انکساری اور اکرام و احترام کے ساتھ پیش آئے، بے ادبی نہ کرے، تکبر نہ کرے، ہر حال میں اُن کی اطاعت کرے، الا یہ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اُن کی اطاعت جائز نہیں۔ سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا‘‘ [4]

’’ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتادیا ہے کہ اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے، جس کے معبود ہونے کی کوئی دلیل تیرے پاس نہ ہو تو اُن کا کہنا مت ماننا۔‘‘

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کس طرح کیا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا: تو اُن پر اپنا مال خرچ کر، اور وہ تجھے جو حکم دیں اس کی تعمیل کر، ہاں! اگر گناہ کا حکم دیں تو مت مان۔ [5]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں سے یہ بھی ہے کہ تم ان کے سامنے اپنے کپڑے بھی مت جھاڑو، کہیں کپڑوں کا غبار اور دھول اُن کو نہ لگ جائے۔

بڑھاپے میں حسنِ سلوک کا خصوصی حکم

اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے والدین کے بڑھاپے کو ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں کوئی ایک یا وہ دونوں تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو ’’اُف‘‘ بھی مت کہنا اور نہ اُن سے جھڑک کر بات کرنا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں ’’اُف‘‘ کا ترجمہ ’’ہوں‘‘ سے کیا ہے کہ اگر ان کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان کو جواب میں ’’ہوں‘‘ بھی مت کہنا۔ اللہ رب العزت نے بڑھاپے کی حالت کو خاص طور سے اس لیے ذکر فرمایا کہ: والدین کی جوانی میں تو اولاد کو نہ ’’ہوں‘‘ کہنے کی ہمت ہوتی اور نہ ہی جھڑکنے کی، جوانی میں بدتمیزی اور گستاخی کا اندیشہ کم ہوتا ہے، البتہ بڑھاپے میں والدین جب ضعیف ہوجاتے ہیں اور اولاد کے محتاج ہوتے ہیں تو اس وقت اس کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ پھر بڑھاپے میں عام طور سے ضعف کی وجہ سے مزاج میں چڑچڑاپن اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے، بعض دفعہ معمولی باتوں پر اور بسا اوقات درست اور حق بات پر بھی والدین اولاد پر غصہ کرتے ہیں، تو اب یہ اولاد کے امتحان کا وقت ہے کہ وہ اس کو برداشت کرکے حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں، یا ناک بھوں

چڑھا کر بات کا جواب دیتے ہیں، اس موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جواب دینا اور جھڑک کر بات کرنا تو دور کی بات ہے، ان کو ''اُف'' بھی مت کہنا اور ان کی بات پر معمولی سی ناخوشگواری کا اظہار بھی مت کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر والدین کی بے ادبی میں ''اُف'' سے بھی کوئی کم درجہ ہوتا تو اللہ جلّ شانہ اسے بھی حرام فرما دیتے۔ 6

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب دھونا پڑ جائے تو بھی ''اُف'' مت کہنا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔ 7

والدین کا ادب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: یہ بوڑھا کون ہے؟ اس شخص نے جواب میں کہا کہ: یہ میرا باپ ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''لا تمش أمامهٗ، ولا تقعد قبلهٗ، ولا تدعه باسمه، ولا تستبّ لهٗ.'' 8

''اُن کے آگے مت چلنا، مجلس میں اُن سے پہلے مت بیٹھنا، ان کا نام لے کر مت پکارنا، ان کو گالی مت دینا۔''

بڑھاپے میں جب والدین کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان سے کیسے گفتگو کی جائے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا'' 9 یعنی ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اچھی بات کرنا، لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر وتکریم کا خیال رکھنا۔ ''قولِ کریم'' کے بارے میں حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا: ''قول العبد المذنب للسيد اللفظ'' 10 خطا کار اور زرخرید غلام، سخت مزاج اور ترش رو آقا سے جس طرح بات کرتا ہے اس طرح بات کرنا، یہ قولِ کریم ہے۔

آگے فرمایا: ''وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ'' یعنی ان کے سامنے شفقت کے ساتھ انکساری سے جھکتے رہنا۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ نے قرآن میں والدین کے سامنے جھکے رہنے کا حکم دیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: اگر وہ کوئی بات تیری ناگواری کی کہیں تو ترچھی نگاہ سے بھی اُن کو مت دیکھ کہ آدمی کی ناگواری اول اس کی آنکھ سے پہچانی جاتی ہے۔ 11 اور فرمایا کہ ان کے سامنے ایسی روش اختیار کر کہ تیری وجہ سے ان کی دلی رغبت پوری کرنے میں فرق نہ آئے اور جس چیز کو والدین پسند کریں تو وہ ان کی خدمت میں پیش کرنے میں کنجوسی مت کرنا۔ (برالوالدین، ص: ۴۰)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ والدین کی خدمت و اطاعت کا حکم کسی زمانے وعمر کے ساتھ مقید نہیں، بہرحال ہر عمر میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے، کیونکہ والدین کی خدمت اوران کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اوران کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ [12]

اللہ تعالیٰ کی رضا وناراضگی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''رضا الله مع رضا الوالدين و سخط الله مع سخط الوالدين.'' [13] یعنی ''اللہ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہےاوراللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔''

جنت یا جہنم کے دروازے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من أصبح مطيعا في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وإن كان واحدا فواحدا، ومن أمسى عاصيا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، وإن كان واحدا فواحدا، قال الرجل: وإن ظلماه؟ قال: وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه.'' [14]

یعنی جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں اللہ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اوراگر والدین میں سے ایک زندہ ہواوراس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو جنت کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اورجس نے اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی نافرمانی کی، اس کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق حسنِ سلوک نہ کیا تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھلے رہتے ہیں اوراگر والدین میں ایک زندہ ہواوراس کے ساتھ بدسلوکی کرے تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ: اے اللہ کے نبی! اگرچہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: اگرچہ والدین نے ظلم کیا ہو۔

حضرت رفاعہ بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رونے لگے، کسی نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: ''كان لي بابان مفتوحان إلى الجنة وأغلق أحدهما'' یعنی میرے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے تھے، اب والدہ کی وفات پر ایک بند ہوگیا ہے، اس لیے رورہا ہوں۔ کسی قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے والدین زندہ ہیں اوروہ

ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

والدین کے لیے دعا کا اہتمام کرنا

اللہ تعالیٰ نے جہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے، وہیں پر ان کے لیے دعا کرنے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

''رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا'' ⓯

''اے میرے پروردگار! تو میرے والدین پر ایسے ہی رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں رحمت وشفقت کے ساتھ میری پرورش کی ہے۔''

ہر نماز کے بعد والدین کے لیے دعا کرنے کا معمول بنالیں، دو بہت آسان دعائیں جن کی تعلیم خود اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں دی ہے، ایک ماقبل والی اور دوسری یہ:

''رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ'' ⓰

''اے میرے پروردگار! روزِ حساب تو میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرما۔''

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''من صلى الصلوات الخمس فقد شكر الله، ومن دعا للوالدين في أدبار الصلوات الخمس فقد شكر الوالدين.'' ⓱

''جس نے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائے خیر کی تو گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔''

اولاد کی دعا سے والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں، حضرت عمرو بن میمونؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے گئے تو وہاں عرش کے سائے تلے ایک شخص کو دیکھا اور اس کی حالت اتنی اچھی تھی کہ خود موسیٰ علیہ السلام کو اس آدمی پر رشک آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا کہ: اے اللہ! تیرا یہ بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''كان لا يحسد الناس على ما آتاهم الله من فضله، وكان لا يعق والديه، ولا يمشي بالنميمة.'' ⓲

''(یہ شخص تین کام کرتا تھا:) ۱:۔ جو چیزیں میں نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر حسد نہیں کرتا تھا، ۲:۔ والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا، ۳:۔ چغل خوری نہیں کرتا تھا۔''

رزق میں اضافہ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک رزق وعمر میں اضافہ کا سبب ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من أحب أن يمد الله في عمرہ ويزيد في رزقه فليبر والديه، وليصل رحمه.'' (19)

''جوشخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی عمر دراز کردے اور رزق میں اضافہ فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔''

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بروا آباء کم تبرکم أبناؤکم.'' (20)

''تم اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ حسنِ سلوک کرے گی۔''

موت کے بعد والدین سے حسنِ سلوک کا طریقہ

والدین دونوں یا ان میں کوئی ایک فوت ہوگیا ہو اور زندگی میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک نہیں کیا اور کوتاہی ہوئی تو اب تدارک کیسے کیا جائے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی تعلیم دی ہے۔ حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ: ماں باپ کی وفات کے بعد بھی کوئی چیز ایسی ہے جس کے ذریعے ان سے حسنِ سلوک کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نعم ، الصلاة علیهما ، والاستغفار لهما ، وإنفاذ عهدهما من بعدهما ، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما ، وإکرام صدیقهما.'' (21)

''ہاں! ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، ان کے بعد اُن کی وصیت کو نافذ کرنا اور اس صلہ رحمی کو نبھانا جو صرف ماں باپ کے تعلق کی وجہ سے ہو، ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔''

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے ملنے کے لیے آئے اور پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ: نہیں، تو فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

''من أحب أن یصل أباہ في قبرہ ، فلیصل إخوانَ أبیه بعدہ.'' (22)

''جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ قبر میں صلہ رحمی کرے تو اس کو چاہیے کہ ان کے بعد

ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، میرے والد عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد کے درمیان دوستی تھی، میں نے چاہا کہ میں اُسے نبھاؤں۔ (اس لیے تم سے ملنے آیا ہوں)۔‘‘

آخر میں گزارش کہ جس کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک حیات ہے تو ان کو اللہ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر ان کی فرمانبرداری کرے، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، جتنا ہو سکے ان کی خدمت کرے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس دنیا سے گئے ہیں تو اُن کے ساتھ اب حسنِ سلوک یہ ہے کہ اُن کی وصیت کو نافذ کرے، ان کے ذمہ کوئی قرضہ ہو تو اُسے ادا کرے، شرعی حصص کے مطابق میراث کو تقسیم کرے، خود دینی تعلیم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے، ان کے لیے دعا کرے، اللہ سے ان کے لیے رحمت و مغفرت طلب کرے، ان کی طرف سے صدقہ کرے، ان کی طرف سے نفلی حج وعمرہ کرے، کہیں کنواں کھدوائے یا لوگوں کے پینے کے پانی کا انتظام کرے، دینی کتابیں خرید کر وقف کرے، مسجد بنوائے، مدرسہ بنوائے یا دینی علم حاصل کرنے والے مہمانانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضروریات کو پورا کرنے میں تعاون کرے، والدین کے قریبی رشتہ داروں اور تعلق والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، نفلی اعمال کر کے اُن کے لیے ایصالِ ثواب کرے، اپنے علاقہ، ملک اور دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی حالتِ زار کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے مال کے ساتھ اُن کی خبر گیری کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی توفیق سے نوازے، آمین، ثم آمین۔

حوالہ جات

1:- الاسراء: ۲۳-۲۵
2:- الاحقاف: ۱۵
3:- لقمان: ۱۴
4:- العنکبوت: ۸
5:- الدالمنثور، ج: ۵، ص: ۲۲۴
6:- الدالمنثور، ج: ۵، ص: ۲۲۴
7:- حوالہ سابق
8:- المعجم الاوسط، للطبرانی، ج: ۴، ص: ۲۶۷، رقم الحدیث: ۴۱۶۹
9:- الاسراء: ۲۳
10:- الدرالمنثور، ج: ۵، ص: ۲۲۵
11:- الدرالمنثور، ج: ۵، ص: ۲۲۵
12:- معارف القرآن، ج: ۵، ص: ۴۶۶
13:- شعب الایمان، ج: ۶، ص: ۱۷۷، رقم الحدیث: ۷۸۲۹، ۷۸۳۰
14:- شعب الایمان، ج: ۶، ص: ۲۰۶، رقم الحدیث: ۷۹۱۶
15:- الاسراء: ۲۴
16:- ابراہیم: ۴۱
17:- تفسیر الخازن المسمی: لباب التاویل فی معانی التنزیل، ج: ۵، ص: ۲۱۶
18:- مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، ج: ۱، ص: ۸۶، رقم الحدیث: ۲۵۷
19:- شعب الایمان، ج: ۶، ص: ۱۸۵، رقم الحدیث: ۷۸۵۵
20:- المعجم الاوسط، ج: ۱، ص: ۲۹۹، رقم الحدیث: ۱۰۰۲
21:- سنن ابی داود: ۵۰۰، رقم الحدیث: ۵۱۴۴
22:- صحیح ابن حبان، ج: ۲، ص: ۱۷۵، رقم الحدیث: ۴۳۲

....